قابلِ تصور رہے کہ آپ کے کارخانے کے اندر صوبائی تعصب کے چہروں سے افسر اور کارکن ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں لگ جائیں؟
آپ برقائمئ ہوش وحواس متذکرہ صورتوں میں سے کسی کو بھی درست قرار نہیں دیں گے۔

اب ذرا اشاروں اور مثالوں کا پردہ ہٹا کر اپنی قومی و ملکی زندگی کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیجیے۔
ہمارے شمال مغربی جانب ایک سپر پاور نے ہماری ایک برادر مسلم قوم کی آزادی پر اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں، لیکن عوام اس درندگی کے خلاف فوجی نظم، مؤثر اسلحہ اور رسد و مدد سے محروم ہونے کے باوجود معرکہ آرائی کا ایک ولولہ انگیز اور عبرت ناک باب تاریخِ انسانیت میں اپنے لہو کی روشنائی سے لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے گھروں کے ملبے اور اپنے باغوں اور فصلوں کی راکھ اور اپنی خون میں نہائی ہوئی لاشوں سے بارود، آگ اور زہریلی گیسوں کے سیلاب کے سامنے اب تک ناقابلِ شکست بند باندھے ہوئے ہیں۔ سُرخ سپر پاور کی پوری تاریخِ استعمار میں پہلا موقع آیا ہے کہ ایک چھوٹی سی نہتی قوم نے چار سالہ مقاومت میں اسے ناکوں چنے ہی نہیں چبوا دیے، چٹانیں چبوا دی ہیں۔
مگر ہماری سرحد کے اس طرف جو جہاد برپا ہے اور جو خون خرابہ ہو رہا ہے اسے ہم نے نہ سنجیدگی سے غور کا مستحق سمجھا اور نہ اس کے ممکناتِ مابعد کا کوئی تصور باندھا۔ ہم نے صرف افغانستان کے بلاکشوں کے کنبوں کو پاکستان میں پناہ دے کر (اور کبھی کچھ امدادی چندے اور کپڑے اور دوائیں دے کر) یہ سمجھ لیا کہ بس حکومت اور عوام پر جو فرض عاید ہوتا تھا وہ ادا ہو گیا۔ اس میں بھی کچھ اختلافی سوچ رکھنے والوں اور کچھ روسی گماشتوں نے فی یہ نکال لی کہ مہاجرین بڑے خوش حال لوگ ہیں اور یہاں رہنے کے مستحق بھی نہیں ہیں اور ان کو رکھنے کی وجہ سے ہم روس کی ناراضگی کا ہدف بن سکتے ہیں۔ گویا اگر مہاجرین کو نکال دیا

جائے اور افغانستان پر روسی تسلط کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ حالانکہ افغانستان روسی فتح کا پہلا پڑاؤ ہے۔ جہاں سے ایک طرف پاکستان کی جانب اور دوسری طرف پٹرولی ممالک کی جانب سارا فاصلہ دو قدم کا ہے۔ یہ دو قدم آج نہ طے ہوئے تو دو چار سال بعد سہی!

مختصر یہ کہ ایک استعماری سپر پاور ہمارے سر پر آپہنچی ہے اور پے در پے ہمارے علاقوں پر بمباری کر کے وہ انتباہ دے رہی ہے کہ ہمارا ساتھ دو اور ہماری پالیسیوں کی حمایت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ، ورنہ افغانستان کی طرح تمہارے خلاف بھی جارحیت ہو سکتی ہے جس کے دو دو ہاتھ ہم نے دکھا دیئے ہیں۔

یعنی ایک حویلی میں لُوٹ مچانے والا حملہ آور کہہ رہا ہے کہ ہمارے خلاف آواز نہ اُٹھاؤ، اُس حویلی سے جان بچا کر نکلنے والوں کو پناہ نہ دو، ورنہ تمہاری حویلی کی بھی خیر نہیں اور اگر شور نہ کریں اور کسی کو پناہ نہ دیں تو بھی جس دستور و اخلاق کے تحت برابر والی حویلی لُٹ رہی ہے وہی دستور و اخلاق ایک دن ہمیں بھی نشانہ بنائے گا۔

خیر تو ادھر کی سرحد پر کھلے حملے ہو چکے ہیں، اور ساتھ کے ساتھ ہمارے معاشرے کے اندر بھی پروپیگنڈے اور افواہوں اور نظریاتی محاذ پر بھی ہمارے خلاف کام ہو رہا ہے نیز تربیت یافتہ تخریب کار بھی یہاں داخل ہو چکے ہیں جن کی سرگرمیوں سے دو نتیجے مطلوب ہیں: ایک یہ کہ خود مہاجرین کے خلاف نفرت پھیلے کیونکہ افغانستان سے آنے والے ہی ہنگامے اُٹھا رہے ہیں، لہٰذا وہاں سے آمدہ تمام لوگ ناقابلِ اعتماد ہیں۔ دوسرے یہ کہ عام لوگوں میں دہشت پھیلے اور ان کا اضطراب حکومت کو مجبور کر دے کہ وہ رُوس کے پاؤں پکڑ کر نجات کی کوئی صورت پیدا کرے۔

مزید برآں، ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ ہونے والے انتخابات میں حامیانِ رُوس کی پروپیگنڈا مشینری بھی اپنا کام زور و شور سے کرے اور ایسے افراد بھی اقتدار تک پہنچنے کے لیے کوئی خوشنما نقاب چہرے پر ڈال کر انتخابی کشمکش میں شریک ہو جائیں۔